خواتین کے حقوقِ وراثت: عصرِ حاضر کے تناظر میں ایک جائزہ

Women's rights of inheritance: An overview in the present era

ڈاکٹر احمد رضا*

رابعہ بنت سجاد احمد سعیدی**

Abstract:

Islam is the final divine religion and its teachings are natural and justice based. One of its teachings is the right of inheritance. Inheritance is very important in every human life. After the death of a Muslim man or woman, his/her decedents and other relatives become entitled the inheritance. In Surah Al-Nisa, the division of inheritance has been briefly described. The Holy Prophet (peace be upon him) implemented this divine rule in his life and the *Khulafa-e-Rashidin* also followed and implemented this rule in their period very well. So there is no conflict among the Muslims about the law of inheritance. In subcontinent, after British rule, some social and ethical problems and issue regarding law of inheritance appeared. To violate this law some greedy people made different ways to deprive their relatives from the inheritance e.g. marriage with Quran, forced marriage, agricultural land deceiving, usurper on trade and business, divorce and late decision of honorable courts made a social role in deprivation of inheritance. This paper aims to diagnose the reasons of these problems and make suggestions to control these issues by the implementation of law of inheritance in the light of Quran o Sunnah and the constitution of Pakistan.

Keywords: inheritance, women rights, issues, law, implementation.

تعارف:

اسلام آفاقی دین ہے جس کی تعلیمات جامع اور قابل عمل ہیں۔اسلامی تعلیمات کا سرچشمہ قرآن وسنت ہیں۔ قرآن وسنت نے مسلمان عورت کو حقِ وراثت، حقِ جائیداد اور حقِ ملکیت دیاہے۔مگر عمومی طور پر مسلمانوں اور خصوصی طور پر پاکستانی عوام وخواص میں عملی صورت اس سے قدرے متصادم ہے۔اس معاملہ میں عورت کے

* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ فکر اسلامی تاریخ وثقافت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد prof.ahmedraza@gmail.com

** ریسرچ اسکالر، کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد rabiaraza26@gmail.com

ساتھ انصاف نہیں کیا جاتا ہے اور اس کو اپنے ورثا کے حقِ وراثت سے عملاً محروم کر دیا جاتا ہے جس کی متعدد صورتیں معاشرہ میں رائج ہیں مثلاً تاجروں میں عام طور پر یہ رواج ہے کہ لڑکوں کو کاروبار میں باپ کا شریک بنا یا جاتا ہے۔ کوشش کی جاتی ہے کہ کاروبار، کارخانے، زمین، املاک اور دیگر اثاثے صرف بیٹوں کو ہی دیے جائیں۔ جب کہ بیٹیوں کو صرف جہیز دے کر باقی تمام اموال و جائیداد سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح زمین داروں کے ہاں زمین کے وارث صرف بیٹے ہی ہوسکتے ہیں، بیٹیاں نہیں۔

پاکستان میں زراعت سے متعلق کی گئی اصلاحات میں زمین کی ملکیت کی ایک حد مقرر کی گئی ہے۔ اس حد سے زیادہ زرعی زمینوں کو حکومتی حوالگی اور ٹیکس و محصولات سے بچانے کے لیے خاندان کی عورتوں کے محض نام کیا جاتا ہے، عملی طور پر ان زمینوں کی ملکیت سے عورتوں کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ اس صورت حال کے پیش نظر جاگیر دار اور زمیندار تو اپنی بیٹیوں کا بیاہ خاندان سے باہر کرتے ہی نہیں کہ کہیں جائیداد خاندان سے باہر نہ چلی جائے۔ چنانچہ عصری سماجی حالات کے پیش نظر یہ ضروری ہو گیا ہے کہ خواتین کے وراثتی حقوق سے متعلق اسلامی تعلیمات کو بھرپور انداز میں اجاگر کیا جائے اور اس سلسلہ میں در پیش مسائل کا مناسب حل تجویز کیا جائے۔ زیر نظر مقالہ میں خواتین کے حقوق وراثت اور ان کے حصول میں در پیش معاشرتی مسائل زیر بحث لائے گئے ہیں۔ نیز ان کے حقوق وراثت کے عملی اطلاق کی صورتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔ مقالہ کا بنیادی سوال یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کے حقوقِ وراثت کون کون سے ہیں۔ ان کے حصول میں درپیش معاشرتی مسائل کیا کیا ہیں اور عصر حاضر کے تناظر میں ان حقوق کا عملی اطلاق کس طرح ممکن ہے؟ مقالہ کے آخر میں نتائج و سفارشات بھی مرتب کی گئی ہیں۔

میراث کی الہامی تعلیمات:

رب العالمین جل شانہ نے انسانوں کو راہِ ہدایت پر چلانے کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ اس سلسلہ کا اختتام نبی کریم ﷺ پر آکر ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے دینِ اسلام کی تمام تر تعلیمات بذریعہ قرآنِ حکیم اور اُسوۂ مبارکہ امت تک پہنچا دی ہیں۔ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنی حجت تمام کر دی اور دین کی تکمیل کر کے اپنی نعمت پوری کر دی:

ٱلۡيَوۡمَ أَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِينَكُمۡ ...الخ[1] (آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا ہے۔)

ثابت شدہ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات عمل کے اعتبار سے نہایت آسان، سادہ، کشادہ اور فطری ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں سے آسانی کا ارادہ و معاملہ رکھا ہے۔ دینی تعلیمات کا ایک اہم ترین شعبہ وراثت ہے۔ وراثت، وارث کا وہ حق ہے جو قرآن مجید کی نصوصِ قطعیہ میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمادیا گیاہے۔ ارشادباری تعالیٰ ہے: يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ... الخ[2] (اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت فرماتا ہے تمہاری اولاد کے تعلق سے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصص کے برابر مختص ہے۔ اور اگر عورتیں ہوں دو یا دو سے زیادہ تو ان کے لیے دو تہائی حصہ مقرر ہے میت کے ترکہ میں سے۔ اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لیے نصف ہے۔ اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے میت کے ترکہ میں، سے بشرطیکہ میت کی اولاد بھی ہو۔ اور اگر اس میت کی اولاد نہ ہو اور وارث اس کے ماں باپ ہی ہوں تو اس کی ماں کے لیے تیسرا حصہ مقرر ہے۔ اگر میت کے بہن بھائی بھی ہوں تو ماں کے لیے چھٹا حصہ ہے۔ یہ تقسیم اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہو گی جو میت نے کی ہے اور قرض کی ادائیگی کے بعد ہے۔ یہ تمہارے باپ دادا اور تمہارے بیٹے ہیں تم نہیں جانتے کہ ان میں سے کون تمہیں نفع پہنچانے میں تمہارے زیادہ قریب ہے۔ یہ حصے مقرر ہیں اللہ کی طرف سے۔ بیشک اللہ حقیقت میں جاننے والا صاحبِ حکمت ہے۔ اور تمہارے لیے نصف حصہ ہے اس ترکہ میں سے جو تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں، بشرطیکہ ان کی اولاد نہ ہو۔ اگر ان کی اولاد ہو تو ان کی وصیت کو پورا کرنے اور قرض چکانے کے بعد تمہارے لیے چوتھائی حصہ ہے۔ اور تمہاری بیویوں کے لیے چوتھائی حصہ ہے اس ترکہ میں سے جو تم چھوڑ جاؤ، بشرطیکہ تمہاری اولاد نہ ہو۔ اگر تمہاری اولاد ہو تو ان کے لیے آٹھواں حصہ مقرر ہے جو بھی تم نے ترکہ چھوڑا ہے اس میں سے۔ اُس وصیت کو پورا کرنے کے بعد جو تم نے کی ہو اور قرض کی بھی ادائیگی کرنے کے بعد۔ اگر کوئی شخص جس کی میراث تقسیم کی جانے والی ہے کلالہ ہو یا ایسی عورت ہو اور اس کا کوئی بھائی یا بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اور اگر وہ ورثاء اس سے زائد ہوں تو کی گئی وصیت کو پورا کرنے اور ایسے قرض کو چکانے کے بعد، وہ سب ایک تہائی میں سے حصہ دار ہوں گے، یہ تاکید ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ ہی حقیقی علیم و حلیم ہے۔)

ان آیات میں جو تقسیم بیان ہوئی ہے وہ انصاف کے عین مطابق ہے اور معاشرتی حسن کو نکھارنے میں کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ ان آیات میں بالترتیب بیٹی، ماں، بیوی اور بہن کی وراثت کا حکم مذکور ہے۔ اس ضمن میں یہ نکتہ بھی اہم ہے کہ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۱۔۱۲ کا سببِ نزول خواتین کی میراث میں حق تلفی کا ازالہ ہے۔ جس کی تفصیل سنن ترمذی میں اس طرح روایت کی گئی ہے:

عن جابر بن عبداللہ قال جاءت امراۃ سعد بن الربیع بابنتیھا من سعد الی النبی ﷺ فقالت یارسول اللہ ﷺ

هاتان ابنتا سعد بن الربيع قتل ابوهما معك يوم احد شهيدا وانّ عمهما اخذ مالهما فلم يدع لهما مالاً ولاتنكحان الّا ولهما مال قال يقضى الله فى ذٰلك فنزلت اية الميراث فبعث رسول الله ﷺ الى عمها فقال اعط ابنتى سعد الثلثين واعط امهما الثمن وما بقى فهو لك۔[3] (حضرت جابر بن عبد اللہ نے فرمایا سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی بیوہ اپنی دو بیٹیوں سمیت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی یا رسول اللہ یہ دونوں سعد بن الربیع کی بیٹیاں ہیں ان کے والد آپ کے ساتھ یومِ احد میں لڑتے لڑتے شہید ہو گئے تھے۔ ان لڑکیوں کے چچا نے ان کا مال (جو ان کے والد کا ترکہ تھا) لے لیا ہے۔ اس نے اِن کے لیے کچھ نہیں چھوڑا۔ مال کے بغیر اِن سے کوئی نکاح نہیں کرے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ فرمادے گا۔ پس آیتِ میراث نازل ہو گئی۔ آپ ﷺ نے ان لڑکیوں کے چچا کو بلوایا اور فرمایا سعد کی بیٹیوں کو دو تہائی حصہ دو اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دو اور جو باقی بچے وہ تمہارا ہے۔)

درج بالا نصوص شرعیہ میں قطعی طور پر خواتین کی میراث کو واضح انداز میں بیان کر دیا گیا ہے۔ سطورِ ذیل میں ہم قرآنی ترتیب کے مطابق بیٹی، ماں، بیوی اور بہن کی میراث کا شرعی حکم بیان کرتے ہیں۔

بیٹی کی وراثت کا شرعی حکم:

اولاد کے درمیان وراثت کی تقسیم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے واضح حکم دیا ہے۔ اس بابت درج ذیل ارشادِ ربانی حرفِ آخر کا درجہ رکھتا ہے۔

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ۔[4] (مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصص کے برابر مختص ہے۔)

آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ والدین اپنی اولاد میں مساوات قائم رکھیں۔

بیٹی کی میراث کا قرآنی حکم:

بیٹی ذوی الفروض میں سے ہے اور قرآن مجید میں بیٹی کی میراث کا ذکر اس طرح فرمایا گیا ہے:

فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ۔۔۔الخ[5] (اگر لڑکیاں دو یا دو سے زائد ہوں تو ان کے لیے متروکہ میں سے دو تہائی حصہ ہے اور اگر لڑکی صرف ایک ہو تو اس کے لیے نصف آدھا حصہ ہے۔)

قرآن مجید کی متذکرہ بالا آیت سے بیٹی کے میراث پانے کی تین صورتیں واضح ہوتی ہیں۔

۱۔ بیٹے کی موجودگی میں بیٹی کا حصہ ایک گنا ہو گا۔

۲۔ اگر میت کی صرف بیٹیاں ہوں ان کے لیے میت کے متروکہ سے دو تہائی حصہ ہے جو ان میں برابر تقسیم ہو گا۔

۳۔ اگر میت کی اولاد میں بیٹا نہ ہو صرف ایک بیٹی ہی ہو، تو اسے متروکہ میں سے نصف حصہ ملے گا۔

موجودہ دور میں ناقدین اسلام حقوق نسواں کی آڑ میں یہ غلط فہمی پھیلانے میں مصروف ہیں کہ اسلام میں بیٹیوں کو بیٹوں کے مقابلہ میں کم میراث دی جاتی ہے، یہ سراسر ناانصافی ہے اور عورتوں کے حق میراث کی بابت غیر عادلانہ حکم ہے۔ اس واویلہ سے بعض مسلمان بھی متاثر ہو کر انہیں کی بولی بولتے ہیں۔ چنانچہ اس غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے تاکہ اسلامی تعلیمات کو نہایت واضح انداز میں اجاگر کیا جاسکے۔ سورۃ النساء میں فرمایا گیا ہے کہ والدین میں سے کسی ایک یا دونوں کے انتقال کر جانے کے بعد ان کی میراث ان کی اولاد میں اس طرح تقسیم ہو گی کہ لڑکے کو لڑکی کے مقابل دوہرا حصہ دیا جائیگا۔ اولاد میں چھوٹی بڑی، مذکر مؤنث کی کوئی تمیز نہیں رکھی گئی۔ بیٹے کو بیٹی کے مقابل دگنا حصہ دینے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ بلاشبہ اس میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ یہاں ہم صرف دو پر اکتفا کرتے ہیں۔ لڑکی پیدائش سے لیکر جوان ہونے تک ماں باپ کی ذمہ داری میں ہوتی ہے۔ اس کی اچھی تعلیم وتربیت اور اس کے لیے باعزت وباوقار خاندان تلاش کر کے اس میں اس کا بیاہ کرنا والدین کے ذمہ ہوتا ہے۔ جبکہ لڑکا جوان ہوتے ہی روزگار کے حصول میں لگ جاتا ہے۔ والدین کو جتنا فکر مؤنث اولاد کی ہوتی ہے مذکر اولاد کی نہیں اس لیے لڑکے کو لڑکی سے دگنا حصہ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔

لڑکی شادی کے بعد خاوند کے گھر چلی جاتی ہے اور اس کی رہائش ونان نفقہ خاوند کے ذمہ ہوتا ہے۔ جبکہ لڑکا معاشرتی و معاشی حوالے سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کا پابند ہوتا ہے۔ سماجی ذمہ داریاں نبھاتا ہے، کما کر گھر لاتا ہے اور گھر کے اخراجات پورے کرتا ہے جبکہ لڑکی کو ایسا کچھ نہیں کرنا پڑتا۔ اس لیے یہ کہنا درست ہے کہ اسلام کا یہ نظام نہایت حکیمانہ ہے اور عدل وانصاف کے عین مطابق ہے۔

آج پوری دنیا میں علوم وفنون کا چرچا ہے لیکن اس کے باوجود بیٹیوں کے ساتھ جس طرح ناانصافی ہوتی ہے اسے دیکھ کر زمانہء جاہلیت کی یاد آجاتا ہے۔ آج بھی مسلم معاشروں میں مسلم خاندانوں میں بیٹیوں کو تعلیم سے محروم کیا جاتا ہے۔ ان کے علاج معالجہ پر توجہ نہیں دی جاتی۔ بیٹوں کو بیٹیوں پر فوقیت دیکر ان کی دل شکنی کی جاتی ہے۔ ان کی رضا وخوشی نظر انداز کر کے ان کی زبردستی شادی کر دی جاتی ہے۔ اور انھیں ان کے قرابت داروں کی جانب سے موصول ہونے والے ترکہ سے بھی محروم کیا جاتا ہے۔

بیوی کی وراثت کا شرعی حکم:

شوہر کے وفات پاجانے کے بعد اس کی وراثت سے بیوی کے میراث پانے کی دو حالتیں قرآن مجید میں یوں بیان کی گئی ہیں۔

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم ۔۔۔الخ[6] (اور تمہاری بیویوں کے لیے چوتھائی حصہ طے ہے اس ترکہ میں سے جو تم چھوڑ جاؤ بشرطیکہ تمہارے بچے نہ ہوں اور اگر تمہاری اولاد ہو تو ان کے لیے آٹھواں حصہ مقرر ہے جو بھی تم نے ترکہ چھوڑا ہے اس میں وصیت کو پورا کرنے کے بعد جو تم نے کی ہو اور قرض کی بھی ادائیگی کر چکنے کے بعد۔)

آیتِ کریمہ میں وارد حکم کا مدعا یہ ہے:

۱۔ شوہر کی اولاد کی عدم موجودگی میں زوجہ کو شوہر کے متروکہ سے چوتھائی حصہ ملے گا۔

۲۔ شوہر کی اولاد کی موجودگی میں زوجہ کو شوہر کے متروکہ سے آٹھواں حصہ ملے گا۔

۳۔ دونوں صورتوں میں ایک تہائی وصیت کے اجراء یا قرض کی ادائیگی کے بعد بیوی کو حصہ ملے گا۔

کسی شخص کے ساتھ عورت جب نکاح کر کے رشتہ ازدواج میں بندھ جاتی ہے تو اس کی رہائش، نفقہ، کفالت اور دیگر حاجات کی تکمیل شرعاً و قانوناً اس کے شوہر کے ذمہ ہوتی ہے۔ یہ تو شوہر کی زندگی تک کی بات ہے لیکن اس کی وفات کے بعد اس کی بیوہ دوسروں کے رحم و کرم پر ہوتی ہے۔ بعض صورتوں میں وہ بالکل بے آسرا ہوتی ہے اور بعض صورتوں میں اسے والدین یا بھائیوں یا رشتہ داروں یا سسرالیوں یا اولاد کا سہارا ہوتا ہے۔ بہر حال یہ بات روز مرّہ کے مشاہدہ میں ہے کہ جو سکون اور احساسِ تحفظ اسے اپنے شوہر کی حیات میں حاصل ہوتا ہے وہ اس کے انتقال کر جانے کے بعد نہیں ہوتا۔ دوسروں کے رحم و کرم پر ہونے کی وجہ سے اس کی زندگی بے سکون و بے وقار ہو جاتی ہے اور اس کی عزت نفس بھی مجروح ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے وہ انسانوں کی فطرت، جبلت، طبیعت اور ضرورت سے اتنا خوب واقف ہے کہ خود انسان بھی اس سے واقف نہیں۔ اسی لیے ذات کبریاء نے بیوی کے لیے اس کے شوہر کی میراث سے ترکہ کا تعین فرما دیا تاکہ وہ عزت و سکون کے ساتھ زندگی گزار سکے۔

بیوی کی وفات کے بعد اس کے شوہر کو میراث سے مخصوص حصہ کا حقدار بنانا بھی بہت بڑا حکیمانہ فیصلہ ہے۔ اکثر اوقات مرد اپنا اور اہل خانہ کا خود کفیل ہوتا ہے اور اسے بیوی کی میراث کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ بعض افراد جو غربت کے باعث پریشان حال ہوتے ہیں ایسے میں اگر فوت شدہ بیوی کی میراث مل جائے چاہے کم ہو یا زیادہ تو ان کے لیے ٹھنڈی ہوا کا جھونکا ثابت ہوتا ہے۔ یہ دراصل تقسیم دولت کا وہ سنہرا اصول ہے جو مسلمانوں کے سوا کسی اور دین یا مذہب کا خاصہ نہیں۔ اسلامی اصول کے مطابق دولت کی گردش ضروری ہے اس سے افراط و تفریط ختم ہوتی ہے۔ اور پیدائش دولت کے عمل کی وسعت کے باعث معاملہ محنت کی طرف راجع ہوتا ہے۔ اس طرح ایک امیر شخص کے ساتھ ایک غریب شخص بھی شانہ بشانہ محنت سے اپنے لیے با عزت روزگار کا حصول یقینی بنا سکتا ہے۔

خلقِ خدا کو فائدہ ہوتا ہے۔ معاشرہ خوشحال ہوتا ہے دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کر نہیں رہ جاتی۔ امیر و غریب یکساں سہولت کے ساتھ زندگی کے سفر میں گامزن رہتے ہیں علاوہ ازیں زکوۃ، صدقات اور عطیات جیسی ترغیبات سے مالداروں کے دل غریبوں پر خرچ کرنے کے لیے آمادہ ہوتے ہیں اور ثواب کی نعمت سے ان کے میزان وزنی ہوتے جاتے ہیں۔ دوسری طرف عوام کے کمزور طبقات ان مالی وسائل سے بہرہ مند ہو کر ضروریات زندگی پورا کرنے کے قابل ہوجاتے ہیں۔اور ایک ایسی قوم صورت پذیر ہوتی ہے جو بھلائی اور بہبودی پر یقین رکھتی ہے۔

ماں کی میراث کا شرعی حکم:

سورۃ النساء کی آیات ۱۱۔۱۲ کی ترتیب کے مطابق خواتین کے گروہ میں وراثت پانے کی تیسری حق دار ماں ہے۔ماں کے لیے عربی زبان میں امّ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ماں سے مراد میت کی حقیقی ماں ہے جس کے رحم سے وہ پیدا ہوا۔ ماں کی میراث کا حکم قرآن مجید میں یوں بیان ہوا ہے:

وَلِأَبَوَيۡهِ لِكُلِّ وَاحِدٖ مِّنۡهُمَا ٱلسُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُۥ وَلَدٞۚ فَإِن لَّمۡ يَكُن لَّهُۥ وَلَدٞ وَوَرِثَهُۥٓ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ ٱلثُّلُثُۚ فَإِن كَانَ لَهُۥٓ إِخۡوَةٞ فَلِأُمِّهِ ٱلسُّدُسُ...الخ[7] (ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے متروکہ میں سے اگر میت کے بچے ہوں۔ اگر اس کی اولاد نہ ہو تو ماں کے لیے تہائی حصہ ہے اور بقیہ کا وارث باپ ہو گا۔ اس کے بہن بھائی بھی اگر ہوں تو ماں کے لیے چھٹا حصہ ہے وصیت کے اجراء کے بعد یا قرض کی ادائیگی کے بعد۔)

ماں اپنی متوفیہ اولاد (مذکر، مؤنث) کے متروکہ سے تین حالتوں میں میراث حاصل کرتی ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

۱۔جب میت نے اپنے ورثاء میں اپنی فرع (یعنی اولاد یا پوتے پوتیاں، خواہ کتنی ہی زیریں پشت میں ہوں) چھوڑی ہو، یا کسی بھی قسم کے دو یا دو سے زائد بھائی بہن چھوڑے ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملتا ہے۔

۲۔جب میت نے متذکرہ بالا افراد میں سے ماں کے سوا کوئی اور وارث نہ چھوڑا ہو تو ماں کو تہائی حصہ ملتا ہے۔

۳۔جب میت نے اپنے ورثاء میں والدین کے ساتھ زوجین میں سے ایک کو وارث چھوڑا ہو تو ماں کو احد الزوجین کا حصہ دینے کے بعد تہائی حصہ دیا جاتا ہے۔

بہن کی وراثت کا شرعی حکم:

ازروئے نص قرآنی خواتین کے گروہ میں وراثت کی چوتھی حق دار حقیقی بہن ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنِ ٱمۡرُؤٌاْ هَلَكَ لَيۡسَ لَهُۥ وَلَدٞ وَلَهُۥٓ أُخۡتٞ فَلَهَا نِصۡفُ مَا تَرَكَۚ...الخ[8] (اگر کوئی مرد اس حالت میں فوت ہو جائے کہ وہ بے اولاد ہو اور صرف ایک بہن وارث ہو تو اس بہن کے لیے دھا حصہ ہے اس کل مال میں سے جو اس مرنے والے

نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے۔ اور وہ بھائی وارث ہو گا بہن کا اگر اس کے کوئی اولاد نہ ہو۔ اور اگر وارث صرف دو بہنیں ہوں تو ان کے لیے دو تہائی حصہ ہے اس کل مال میں سے جو کہ میت نے چھوڑا ہے۔)

حقیقی بہن کے میراث پانے کی بھی کئی صورتیں اور احوال ہیں۔ ان کی تعداد کل پانچ ہے۔ ان پانچ صورتوں میں حقیقی بہن میراث میں اپنے حصہ کی حقدار بنتی ہے۔ سراجی کی عربی عبارت کا آسان مفہوم حسبِ ذیل ہے:

۱۔ اگر میت کا باپ، دادا، بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی یا کوئی بھی اس کے اصول و فروع میں سے وارث موجود نہ ہو سوائے ایک حقیقی بہن کے۔ حقیقی بہن کو اس حالت میں بھائی کی میراث سے نصف حصہ ملے گا۔

۲۔ اگر میت کی وارث صرف بہنیں ہی ہوں تو انہیں میت کے متروکہ سے دو تہائی حصہ ملے گا جو ان میں برابر تقسیم ہو گا۔

۳۔ اگر بہن یا بہنوں کے ساتھ، حقیقی بھائی (ایک یا ایک سے زائد) ہو تو اس صورت میں میت کا متروکہ ان کے درمیان "للذکر مثل حظ الانثیین" کے قاعدہ کے مطابق تقسیم ہو گا[9]۔

۴۔ صاحب سراجی نے بیٹیوں یا پوتیوں کی موجودگی میں بہن کے لیے باقی ماندہ حصہ ہو گا، کا جو ذکر فرمایا ہے وہ ہماری دانست میں ایک اہم اضافہ ہے بایں طور کہ اگر میت کی اولاد میں صرف بیٹی / بیٹیاں یا پوتی / پوتیاں ہوں تو حقیقی بہن، اپنے متوفی بھائی کی میراث سے محروم نہیں ہوتی بلکہ باقی ماندہ کی بطور عصبہ حقدار بنتی ہے۔ کیونکہ تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہنوں کو بیٹیوں کے ساتھ عصبہ شمار کرو۔

ڈاکٹر وھبہ زحیلی نے پانچویں صورت کے متعلق لکھا ہے:

"حقیقی بہن کے میراث پانے کی پانچویں صورت یہ ہے: "میت کی فرع کے مذکر وارث بیٹا، پوتا، پرپوتا موجود ہوں تو بہن محروم ہوتی ہے۔ میت کے والد کی موجودگی میں بہن بالاتفاق محروم ہوتی ہے اور میت کے دادا صحیح کی موجودگی میں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بہن محروم ہوتی۔ بخلاف صاحبین اور دوسرے مذاہب کے فقہاء کے یعنی ان کے نزدیک اس صورت میں بہن محروم نہیں ہوتی۔"[10]

خواتین کو وراثت سے محروم کرنے کے مروجہ معاشرتی طریقے:

خواتین کی وراثت سلب کرنے کے لیے ہمارے معاشرہ میں متعدد طریقے رائج ہیں جن میں سے چند کی تفصیل حسبِ ذیل ہے ملاحظہ کیجیے:

۱۔ آج کے دور میں بہن بیٹیوں کو قرابت داروں کو میراث سے محروم کرنے کا ایک طریقہ جو ہمارے معاشرہ میں

مروج ہے وہ قرآن مجید سے شادی کرانا ہے۔ قرآن مجید کو آڑ بنا کر بہنوں اور بیٹیوں کے انسانی حقوق سلب کیے جاتے ہیں۔ مال و جائیداد کی وراثت سے محروم کرنے کے لیے یہ مکروہ ترین عمل کیا جاتا ہے اور اس کو متبرک اور مقدس خیال کیا جاتا ہے۔ جاگیر دار اور وڈیرے جائیداد بچانے کے لیے یا مناسب مہر کی عدم دستیابی کی صورت میں اپنی بیٹیاں اور بہنیں قرآن سے بیاہ دیتے ہیں اور زبردستی ان سے نکاح کا حق معاف کرا لیتے ہیں۔ اس طرح ساری عمر وہ لڑکیاں اکیلی زندگی گزارنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ ہائے افسوس یہ مکروہ اور توہین آمیز کام اسلام کے نام پر ہوتا ہے اور اس پر ندامت و شرمندگی بھی محسوس نہیں کی جاتی۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ قرآن معاشرتی ناانصافیوں کو ختم کرنے کی تعلیمات دیتا اور انسانوں کو ان کے انسانی و فطری حقوق عطا کرتا ہے۔ قرآن مجید بیٹیوں اور بہنوں کے سرپرستوں کو ان کی شادی کرانے کا حکم دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ...الخ[11] (اور تم میں سے جو بے نکاح ہوں ان کے نکاح کرا دو۔ اور تم اپنے نیک غلاموں اور باندیوں کے نکاح بھی کرادو۔ اگر وہ مفلس ہوئے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیگا اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔)

لہٰذا جو لوگ دنیاوی مال و دولت بچانے اور حق وراثت دبانے کے لیے بہنوں اور بیٹیوں کی قرآن سے شادیاں کراتے ہیں انہیں اپنی دائمی آخرت اور بری عاقبت سے باخبر ہونا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ.[12] (اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی اور اللہ کی مقررہ حدود سے تجاوز کیا تو اللہ اسے جہنم داخل کریگا اور وہ ہمیشہ اس میں رہے گا اور اس کے لیے ذلت کا عذاب مقرر ہے۔)

۲۔ بہنوں اور بیٹیوں کے حق وراثت دبانے کا ایک اور مروجہ معاشرتی طریقہ یہ ہے کہ ان کا بیاہ ان کی رضا اور پسند کے خلاف خاندان یا غیر از خاندان ایسی جگہ کر دیا جاتا ہے کہ وراثت کا مطالبہ ہی نہ ہو سکے۔ اکثر جاگیر دار خاندانوں میں لڑکیوں کی شادیاں ان کی رضامندی کے بغیر ہوتی ہیں تاکہ ان کی زمینیں خاندانوں سے باہر نہ جاسکیں۔ اس کے برعکس اسلام جس طرح مردوں کو وقار کے ساتھ پسند کی شادی کی اجازت دیتا ہے اسی طرح عورتوں کو بھی حیا اور پاکیزگی کے ساتھ اپنا جیون ساتھی منتخب کرنے کا پورا حق دیتا ہے۔ نکاح و بیاہ کے معاملہ میں عورت کی رضا اور پسندیدگی کا اہم ہونا آپ ﷺ کے فرامین میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا شوہر دیدہ عورت سے مشورہ کیے بغیر اس کا نکاح نہ کرنا۔ اور کنواری کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح نہ کیا جائے۔ صحابہ نے عرض کیا کنواری کی اجازت کس طرح ہوگی؟ آپ

ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا اس کی خاموشی سے[13]۔

حضرت خنساء بنت حذامؓ بیان کرتی ہیں کہ جب وہ بیوہ ہوئیں تو ان کا نکاح ان کی مرضی کے بغیر ان کے والد نے کر دیا اور یہ نکاح انھیں پسند نہیں تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس معاملہ کی شکایت کی تو آپ نے اس نکاح کو رد کر دیا[14]۔

سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا شوہر دیدہ عورت اپنے سرپرست کے مقابلہ میں اپنی جان کی زیادہ حق دار ہے اور کنواری سے اس کی مرضی پوچھی جائے گی، اور اس کی رضامندی کی علامت اس کی خاموشی ہے[15]۔

۳۔ موجودہ دور میں بہن بیٹیوں کے حق وراثت کو سلب کرنے کا یہ طریقہ بھی رائج ہے کہ ان کی شادی پر بے جا اسراف اور نمود و نمائش کرنے کے بعد انھیں یہ باور کرادیا جاتا ہے کہ شادی میں اتنا خرچہ ہو گیا ہے لہذا ان کا وراثت میں کوئی حصہ نہیں بنتا اور وہ وراثت کا مطالبہ بالکل نہ کریں۔ یہ انتہائی بداخلاقی وبددیانتی والا عمل ہے اور اللہ کی ناراضی کا موجب ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا۔۔۔الخ[16]

(اور قرابت داروں کو ان کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو بھی، اور مال کو فضول نہ اڑاؤ۔ بے شک فضول خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔)

۴۔ بہن بیٹیوں کے حق وراثت سلب کرنے کا ایک طریقہ ہمارے معاشرہ میں یہ بھی رائج ہے کہ بہن بیٹیوں سے یہ لکھوالیا جاتا ہے کہ وہ وراثت کی دعوے دار نہیں ہیں وہ اپنا حصہ بھائیوں کو دے کر مال وجائیداد سے دستبردار ہوتی ہیں۔ اس کے بدلہ میں انہیں کم قیمت تحائف دے دیئے جاتے ہیں۔ معمولی قیمت کے تحفے دے کر خواتین کو ان کے آباواجداد کے ترکہ سے محروم کرنا بہت بڑی ناانصافی ہے۔ اس ظالمانہ طریقہ کا نسدادنہ صرف ریاست کی ذمہ داری ہے بلکہ ان عورتوں کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے جو کسی دباؤ میں آکر اپنے شرعی و قانونی حق کو ضائع کر دیتی ہیں۔ زرعی اراضی کے معاملات میں بیٹیوں اور بہنوں کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔ لوگ اپنی ورثا عورتوں کے لیے کچھ رقم اور معمولی اثاثے رکھتے ہیں جن کی قیمت ان کے اصل حق وراثت سے کہیں کم ہوتی ہے۔ عموماً شادی شدہ لڑکی کو اس کا حصہ ٔ وراثت دیا ہی نہیں جاتا۔ اکثر و بیشتر زمین داروں کی سوچ ہے کہ زمین کے وارث صرف بیٹے ہی ہوتے ہیں، بیٹیاں نہیں۔ پاکستان میں زمین کی ملکیت کی ایک حد مقرر ہے۔ سرکاری حد سے زیادہ زرعی زمینوں کو حکومتی حوالگی اور ٹیکس سے بچانے کے لیے خاندان کی عورتوں کے محض نام کیا جاتا ہے، انہیں ان زمینوں کی نہ تو ملکیت دی جاتی

اور نہ ہی وراثت۔ ایک مقدمے کی سماعت کے دوران جسٹس جواد ایس خواجہ نے ریمارکس دیتے ہوئے کہا کہ یہ معاشرے کی روایت بن چکی ہے کہ بہنوں اور بیٹیوں کو وراثت میں ایک ٹکہ بھی نہیں دیا جاتا۔ انہیں ڈرا دھمکا کر وراثت نہ لینے پر قائل کیا جاتا ہے۔ زمینوں سے پیار کرنے والے اپنی وراثت بچانے کے لیے سگی بہنوں اور بیٹیوں کے وجود تک سے انکار کر دیتے ہیں۔ اسلامی معاشرہ نے خواتین کو وراثت میں جو حقوق دیے ہیں اس سے کوئی انکار کی جرأت نہیں کر سکتا۔ وقت آگیا ہے کہ بیٹیوں اور بہنوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے[17]۔

۵۔ ہمارے معاشرے میں ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ عورتوں کو جائیداد سے محروم کرنے کے لیے شوہر بستر مرگ پر انہیں طلاق دے جاتے ہیں۔ اسی لیے فقہاء نے لکھا ہے کہا گر شوہر نے زوجہ کو طلاقِ رجعی دی اور وہ عدت میں تھی کہ شوہر کا انتقال ہو گیا تو جمہور کے نزدیک اسے شوہر کے متروکہ سے حسبِ قاعدۂ شرعیہ حصے ملے گا۔ اگر شوہر بیوی کو طلاقِ بائنہ دے چکا تھا اور دورانِ عدت شوہر کا انتقال ہو گیا تو معتدہ بائنہ شوہر کے متروکہ سے محروم ہو گی اس لیے کہ اس کی وفات کے ساتھ ہی رشتہ منقطع ہو گیا۔ اگر شوہر نے زوجہ کو طلاق فرار دی اور دورانِ عدت شوہر کا انتقال ہو گیا تو اس معتدہ کو جمہور کے نزدیک حسب قاعدۂ شرعیہ حصہ ملے گا بخلاف علماء شافعیہ کے، وہ طلاقِ فرار (شوہر کا بستر مرگ پر بیوی کو طلاق دینا) میں معتدہ کے لیے متروکہ کے قائل نہیں ہیں[18]۔

پاکستان میں وراثت کے مقدمات میں تاخیر:

پاکستان میں حقوق وراثت کے مقدمات بہت طویل عرصہ تک چلتے ہیں اور سست روی کا شکار ہوتے ہیں۔ اس کی مثالیں حسبِ ذیل ہیں:

عدالت ہائے عالیہ میں وراثت کے مقدمات میں تاخیر:

لاہور ہائی کورٹ کے ایک کیس مسماۃ حمیدہ بی بی بنام محمد شریف جس کا فیصلہ لاہور ہائی کورٹ کے جج علی اکبر قریشی نے لکھا ہے جو کہ ۳۲۶۴/ ۲۰۱۰ میں ہے کہ بھائی نے اپنی بہن کو گفٹ میوٹیشن کے ذریعہ سے وراثت سے محروم کر دیا۔ کیس کے مطابق پٹیشنرز کا والد ابراہیم 22-4-2001 کو وفات پا گیا اور اُس کے وارثان میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں۔ اپنی زندگی میں ابراہیم اپنی زمین کاشت کرتا تھا وہی زمین اُس نے اپنے ترکے میں چھوڑی۔ ابراہیم کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا محمد شریف وہ زمین کاشت کرنے لگا۔ پہلے پہل محمد شریف اپنی بہنوں کو کہتا رہا کہ وہ اُن کا حصہ جو وراثت میں بنتا ہے وہ دے دے گا۔ بعد ازاں اُس نے کہا کہ وہ تو والد صاحب نے اپنی زندگی میں مجھے گفٹ کر دی تھی۔ جب پٹشنیرز نے پٹواری سے رابطہ کیا تو پٹواری نے بتایا کہ محمد شریف نے ریونیو کے محکمہ سے ملی بھگت

کر کے نے جعلی دستاویزات تیار کروائی تھیں۔پٹیشنرز نے جب ٹرائل کورٹ میں دعویٰ دائر کیا تو محمد شریف نے بتایا کہ زمین ابراہیم نے اپنے پوتوں کے نام گفٹ کر دی تھی اور بعد میں وہ زمین محمد شریف نے اپنے نام لگوالی تھی۔ ٹرائل کورٹ نے مسماۃ حمیدہ بی بی وغیرہ کے حق میں ڈگری جاری کر دی بعد ازاں محمد شریف نے اِس ڈگری کے خلاف اپیل دائر کر دی تو ڈسٹرکٹ کورٹ نے اِس ڈگری کو کینسل کر دیا[19]۔

یہ مقدمہ برصغیر پاک وہند کے اس معاشرتی رویے کو ظاہر کرتا ہے جس میں بھائی بہنوں کو وراثت سے محروم کر دیتے ہیں اور اِس مقصد کے لیے مختلف حیلے بہانے تراشتے ہیں۔ البتہ خوش آئند عمل یہ ہے کہ عدالت نے انصاف کیا اور حقداروں کو حق دلا دیا۔

عدالتِ عظمیٰ میں وراثت کے مقدمات میں تاخیر:

عدالت عظمیٰ نے جائیداد کی تقسیم سے متعلق ایک سو سال پرانے مقدمے کا فیصلہ سنا دیا ہے جس کے تحت اس جائیداد کو جو کہ ۵۶ مربع اراضی بنتی ہے اس کے ورثا میں تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس مقدمہ کی تفصیل یہ ہے:

"صوبہ پنجاب کے جنوب میں واقع شہر بہاولپور کے علاقے خیر پور ٹامے والی کے رہائشی محمد نصر اللہ کی پڑدادی روشنائی بیگم نے جو اس وقت انڈین صوبے راجستھان میں رہائش پذیر تھیں، جائیداد کی تقسیم کے حوالے سے اپنے بھائی شہاب الدین کے خلاف ایک درخواست سنہ ۱۹۱۸ میں سول عدالت میں دائر کی تھی۔ محمد نصر اللہ کے مطابق برصغیر کی تقسیم سے پہلے یہ درخواست راجستھان میں بھی زیر سماعت رہی اور پاکستان کے قیام کے بعد اس جائیداد کے بدلے میں جو بھارت میں رہ گئی تھی، پاکستانی حکومت کی طرف سے ضلع بہاولپور اور ضلع مظفر گڑھ کے علاقے میں زرعی اراضی کے ۳۶ ہزار یونٹ فراہم کیے گئے جو کہ ۵۶ مربع بنتے ہیں۔ سپریم کورٹ میں سماعت کے دوران عدالت نے تمام فریقین کے وکلا کو حاضر ہونے کا حکم دے رکھا تھا جبکہ گذشتہ سماعت کے دوران فریقین نے عدالت کو یقین دہانی کروائی تھی کہ وہ آئندہ سماعت پر حاضر ہوں گے"۔

چیف جسٹس میاں ثاقب نثار کی سربراہی میں سپریم کورٹ کے تین رکنی بینچ نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ تمام ورثا کو جائیداد میں سے حصہ دیا جائے اور کسی کو بھی اس کے جائز حق سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ عدالت کو بتایا گیا ہے کہ اس وقت اس جائیداد کے قانونی ورثا کی تعداد پانچ سو سے تجاوز کر چکی ہے۔ قانونی ماہرین کے مطابق ان قانونی ورثا میں جائیداد کی مساوی تقسیم ایک مشکل عمل ہو گا۔ درخواست گزار نصر اللہ کے مطابق قیام پاکستان سے پہلے ہندوستان میں یہ قانون تھا کہ اگر کوئی شخص فوت ہو جائے تو اس کے بعد اس کی بیوہ چھوڑی ہوئی جائیداد سے مستفید

تو ہو سکتی ہے لیکن اس کو نہ تو اپنے نام کرواسکتی ہے اور نہ ہی اس کو فروخت کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔عدالتی ریکارڈ کے مطابق شہاب الدین کی وفات کے بعد ان کی بیوہ امام سین نے پاکستان کی عدالت میں معاملہ زیر سماعت ہونے کے باوجود ۱۹۶۰ میں یہ تمام جائیداد اپنے نام کروالی تھی جس کے خلاف روشنائی بیگم کے پڑپوتے نصر اللہ نے درخواست دائر کی تھی جو مختلف عدالتوں میں زیر سماعت رہنے کے بعد سپریم کورٹ نے اس درخواست پر فیصلہ سنا دیا[20]۔

فوجداری قوانین میں ترمیم کا ایکٹ ۲۰۱۱ء کے عملی اطلاق کی ضرورت:

عصری حالات کے تناظر میں اس ایکٹ کے عملی اطلاق کی ضرورت ہے۔اس ایکٹ میں خواتین کے حقِ وراثت کے لیے تعزیزات پاکستان دفعہ ۴۹۸(اے) شامل کی گئی ہے جو خواتین کے وراثتی حقوق کے تحفظ کا دفاع کرتی ہے۔اس کے مطابق کسی خاتون کو حق وراثت سے محروم کیے جانے سزا دس سال قید اور دس لاکھ روپے جرمانہ رکھی گئی ہے۔تعزیزات پاکستان دفعہ ۴۹۸(اے)حسب ذیل ہے:

Section 498A-PPC.Under section 498 A, depriving women from inheriting property by deceitful or illegal means shall be punished with imprisonment which may extend to ten years but not be less than five years or with a fine of one million rupees or both.[21]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ پاکستانی معاشرہ میں ان قوانین کی اہمیت اِس لیے نہیں ہوتی کہ اِن کا اطلاق ہونا بہت مشکل ہے۔ جس طرح کا سماجی ڈھانچہ پاکستان کا ہے اس طرح کے سماجی ڈھانچے میں بہت مشکل ہے کہ ایک خاتون اپنے حق وراثت کے لیے اپنے بھائیوں کے خلاف عدالت میں جائے۔ لیکن اِس قانون کے بننے اور اِس کے نفاذ سے وقت کے ساتھ ساتھ ضرور تبدیلی آئے گی جب خواتین یا اُن کے ورثا اپنی والدہ، دادی، نانی کے حق وراثت کے لیے قانونی جنگ لڑیں گے۔اِس حوالے سے اگر خصوصی عدالتیں قائم ہو جائیں جہاں پر صرف خواتین کے حق وراثت کے معاملات نمٹائے جائیں تو یقینی طور پر اِس سے معاشرہ میں اچھا رجحان پیدا ہو گا۔

مقالہ کے نتائج وسفارشات:

۱۔ اسلام میں عورت کا حقِ وراثت، حقِ جائیداد اور حقِ ملکیت تسلیم شدہ ہے۔

۲۔ اس معاملہ میں عورت کے ساتھ انصاف نہیں کیا جاتا ہے اور اس کو اپنے ورثا کے حقِ وراثت سے محروم کیا جاتا ہے۔چناچہ اس عمل کی حوصلہ شکنی ضروری ہے۔

۳۔خواتین میں حقوقِ وراثت کے حصول کا شعور بیدار کیا جائے اور والدین وسرپرستوں کو اس حق کی ادائیگی کا

احساس دلایا جائے۔

۴۔ تقسیم وراثت کے لیے وقت کا تعین کر دیا جائے، مثلاً چھ ماہ تک کا وقت طے کر دیا جائے۔

۵۔خواتین کی وراثت کی منتقلی کا عمل شفاف بنانے کے لیے قانون سازی کی جائے۔

۶۔خواتین کی جائیداد صرف ان کی اولاد تک منتقلی کا عمل شفاف بنایا جائے۔

۷۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ان مسائل کو حل کرنے میں بھرپور کردار ادا کریں۔

۸۔ ملک میں خصوصی عدالتیں قائم کی جائیں جہاں پر صرف خواتین کے معاملات نمٹائے جائیں تو یقینی طور پر اِس سے معاشرہ میں اچھا رجحان پیدا ہو گا۔

حوالہ جات:

---

[1] القرآن۔ سورۃ المائدہ آیت ۳

[2] ایضاً۔ سورۃ النساء آیت ۱۱ -۱۲

[3] ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی، السنن، بیروت: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۳۵ھ، کتاب الفرائض، باب ماجاء فی المیراث البنات، حدیث نمبر ۲۰۹۲

[4] القرآن۔ سورۃ النساء آیت ۱۱

[5] ایضاً۔ آیت ۱۱

[6] ایضاً۔ آیت ۱۲

[7] ایضاً۔ آیت ۱۱

[8] ایضاً۔ آیت ۱۶۷

[9] سراج الدین محمد بن عبد الرشید سجاوندی، السراجی، کراچی: قدیمی کتب خانہ، ۱۳۹۲ھ، ص ۱۰

[10] میر سید شریف جرجانی، شریفیہ شرح سراجیہ، کراچی: قدیمی کتب خانہ، ۱۳۹۲ھ، ص ۵۲

[11] القرآن، سورۃ النساء آیت ۱۲

[12] ایضاً۔ سورۃ النور آیت ۳۲

[13] ایضاً۔ سورۃ النساء آیت ۱۲

[14] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، بیروت: مکتب اسلامی، ۱۴۳۸ھ، کتاب النکاح، باب لاینکح الآب و غیرہ البکر والثیب إلا برضاھا، حدیث نمبر ۵۰۷۷

14 سرخسی، ابو بکر محمد بن احمد بن ابی سہل، المبسوط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲۰۰۱ء، ج ۱۵، ص ۳

[15] الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب لاینکح الآب و غیرہ البکر والثیب إلا برضاھا، حدیث نمبر ۵۰۷۹

[16] ایضاً۔ باب استیذان الثیب فی النکاح بالنطق والبکر بالسکوت، حدیث نمبر ۵۱۲۷

[17] http://www.elmedeen.com/read-book-4621&page=9/accessed on 25.11.2020

[18] ابو بکر محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی، المبسوط، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۲۰۰۱ء، ج ۱۵، ص ۳

[19] http://juraat.com/07/12/2017/26878

[20] https://www.bbc.com/urdu/pakistan-30 on January 2018

[21] https://pcsw.punjab.gov.pk/prevention_of_anti_women_practices